بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ✦ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

رجسٹرڈ نمبر اے ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۳۸/۷۳ | اتوار ۷ رجمادی الثانی ۱۴۰۴ھ :: ۱۱ امان ۱۳۶۳ ہش :: ۱۱ مارچ ۱۹۸۴ء | نمبر ۵۹

اخبار احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ ۱۰ امان / مارچ - حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے :-
بلڈ پریشر اور ضعف کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے۔

احباب کرام خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین!

خطبہ جمعہ

عفو کا سلوک کرنا بہت ہی عظیم خوبی ہے یہ انسانی کردار کی تعمیر میں بہت بڑا کام کرتی ہے

دنیا کے اکثر مصائب کی وجہ عفو کی کمی ہے یہ مصائب اسلامی تعلیم پر عمل کے نتیجہ میں ہی ختم ہو سکتے ہیں

عفو کا سلوک اپنا کر اپنے گھروں سے ہر قسم کی لڑائیاں فساد اور ایک دوسرے پر زیادتیاں ختم کر دیں

اگر احمدی اپنے گھروں کو ان بیماریوں سے پاک و صاف نہیں کریں گے تو دنیا کے مصلح کیسے بن سکیں گے۔

قوموں کی تربیت کا بار عنقریب آپ پر پڑنے والا ہے اس لئے بہت جلد اس طرف متوجہ ہوں اور اپنی فکر کریں!

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۱۳ صلح / جنوری ۱۳۶۳ ہش / ۱۹۸۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

مرتبہ: مکرم نعمت اللہ نشارت صاحب رکن صیغہ زود نویسی ربوہ

(نوٹ :- یہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر احباب جماعت کی خدمت میں پیش کر رہا ہے)

تشہد و تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کے بعد درج ذیل قرآنی آیت تلاوت فرمائی:-

"وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝"

(الشوریٰ آیت: ۲۶)

اور پھر فرمایا:-

"میں نے چند خطبات پہلے ایک سلسلہ کا آغاز کیا تھا کہ صفات باری تعالیٰ کو ملحوظ رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ میں ایک ایک خلق کی خصوصیت کے ساتھ تعلیم دوں۔ اس سلسلہ کا آغاز میں نے امانت سے کیا تھا آج کے موضوع کے لئے میں نے عفو کو چنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام

عفوٌ ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝"

(النساء آیت: ۴۴)

عَفُوًّا کہتے ہیں درگذر کرنے والے کو۔ "غفور" بخشنے والا۔ عفوٌ کا معنیٰ ہے درگذر کرنے والا۔ درگذر کرنے میں ایک اعراض کا پہلو پایا جاتا ہے، بدی کو دیکھنا لیکن اس سے اس طرح آنکھیں چرا لینا کہ گویا دیکھنے والا بدی سے شرما رہا ہو، گویا اس نے کچھ دیکھا ہی نہیں۔ چنانچہ عَفَا کا معنیٰ ہے صاف کر دینا، چٹیل چھوڑ دینا۔ ایسی زمین کو بھی عفو کہتے ہیں جہاں کچھ کاشت نہ کیا گیا ہو۔ خالی پڑی

پبلشر: مسعود احمد - پرنٹر: سید عبدالحی - مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ | قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئی ہو اور "صفح" مٹانے کا نام بھی ہے "عفو" ۔ اور صفح دونوں ملتی جلتی صفات ہیں ۔ تو عفو ایسی ذات کو کہتے ہیں جو بدی دیکھتی بھی ہے لیکن اس سے نظریں پھیر لیتی ہے، ایسا سلوک فرماتی ہے۔ جیسے بدی ہوئی ہی نہیں ۔ اور غفور میں اس سے اگلا قدم ہے یعنی ایک انسان نے بدی کی اور اس حد تک بڑھ گیا کہ وہ سزا کے نیچے آ گیا اور سزا دینے والے نے سزا کا فیصلہ کر لیا پھر وہ اپنے رب کی طرف یا جس نے بھی اسے سزا دینی تھی اس کی طرف متوجہ ہوا اس سے معافی مانگی ۔ گریہ وزاری کی ۔ تو فیصلہ کرنے کے بعد یا بدی کے اتنا بڑھ جانے کے بعد کہ سزا لازماً مستوجب ہو چکی ہو پھر جب بخشا جاتا ہے تو اسے مغفرت کہتے ہیں اور "غفور" صفت وہاں کمزور بندوں کے کام آ جاتی ہے۔

پس میں اس پہلے حصہ پر آج کچھ احباب جماعت سے مخاطب ہوں گا یعنی

خدا تعالیٰ کی صفت "عفو"

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ ۔ وہی ذات ہے جو تمہیں بخشتی بھی ہے جب تم توبہ کرتے ہو تو توبہ کو قبول بھی فرما لیتی ہے لیکن ایک پہلو پر تمہاری نظر نہیں کہ يَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ تمہارے بے شمار نقائص ہیں بہت سی ایسی کمزوریاں ایسی ہیں جن کی طرف تمہیں توجہ ہی نہیں نہ توجہ کا کوئی موقع پیدا ہوتا ہے ان سے بھی وہ عفو کرتا چلا جاتا ہے ۔ لیکن یہ بات نہیں کہ یہ بدیاں اس کے علم میں نہیں آتیں ۔ انسان تو بعض دفعہ غافل ہو جاتا ہے کوئی بدی ، کوئی کمزوری اس کی نظر میں آتی ہی نہیں اس کا نام عفو نہیں ہے ۔ فرمایا "وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ" خوب جانتا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو اور پھر تمہاری بدیوں سے اس طرح آنکھیں چرا لیتا ہے گویا وہ تمہیں ہی نہیں ۔ چنانچہ اس کی ایک مثال دیتے ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

"وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝"

(سورۃ البقرۃ آیت ۵۳، ۵۴)

کہ جب ہم نے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا اور موسیٰؑ کے ساتھ اس کے ساتھیوں کو بھی اپنا قرب نصیب کیا تو اس کے باوجود ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ تم نے بچھڑے کو معبود بنایا وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ اور تم کھلم کھلا ظلم کرنے والے تھے ۔ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُمْ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے ۔ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ نے تم سے عفو کا سلوک فرمایا ۔ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ تاکہ تم میں عفو کے نتیجہ میں شکر کا جذبہ پیدا ہو ۔ یہاں خدا تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلا دی کہ شکر پیدا ہونا چاہیئے ۔ اور یہ بھی ایک

بہت ہی ضروری قابل توجہ بات

ہے جس کو بہت سے لوگ بھلا دیتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں پھر کئی خرابیاں معاشرہ میں پیدا ہو جاتی ہیں ۔

پس سب سے پہلے تو میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ عفو کی عادت ڈالیں دوسروں سے عفو کا سلوک کرنا یہ ایک بہت ہی عظیم خوبی ہے اور انسانی کردار کی تعمیر میں بہت بڑا کام کرتی ہے ۔ بدیوں کی موجودگی میں یہ بحث کئے بغیر کہ بدی تھی یا نہیں جہاں تک ممکن ہو ۔ جہاں تک انسانی ذہن یہ فیصلہ کرے کہ اگر میں معاف کر دوں گا ۔ عفو سے کام لوں گا تو بدی سر نہیں اٹھائے گی بلکہ اس کے نتیجہ میں شکر پیدا ہو گا ۔ اور اصلاح ہو گی ۔ یہ دو نتائج قرآن کریم سے معلوم ہوتے ہیں جو عفو کے نتیجہ میں پیدا ہونے چاہئیں ۔ دوسری جگہ فرماتا ہے ۔ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ (شوریٰ آیت ۴۱) کہ جو شخص عفو سے کام لے اس شرط پر کہ اس کے نتیجہ میں اصلاح ہو فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ اس کا اجر اللہ پر ہے ۔ تو دو شرطیں معاف کرنے والے کو ملحوظ رکھنی چاہئیں ۔ اور دو شرطیں اسے بھی ملحوظ رکھنی چاہئیں ۔

جس سے عفو کا سلوک ہو رہا ہو

عفو کرنے والے کو ہمیشہ قرآن کریم کی تعلیم کے پیش نظر یہ دیکھنا چاہیئے کہ میرا عفو اس شخص کی اصلاح کا موجب بن سکتا ہے یا نہیں اور کیا میرے عفو کے نتیجہ میں اس میں جذبات تشکر پیدا ہوں گے یا نہیں ۔ بعض دفعہ قومی طور پر ہر شخص کے دل میں جذبات تشکر پیدا نہیں ہوتے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اتنا رحم کرنے والا اور غفور ہے کہ چند لوگوں کے جذبات تشکر کی خاطر وہ دوسروں سے بھی صرف نظر فرما لیتا ہے ۔ اس لئے حضرت موسیٰ کی قوم کی جو مثال دی گئی ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ ہر شخص شکر گزار بندہ بنے گا ۔ جیسا کہ اور مواقع پر اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمت اور شفقت اور رأفت کے نمونے ملتے ہیں جب اللہ تعالیٰ قوموں سے عفو فرماتا ہے تو ان میں سے بعض کو شکر کا موقع دیتا ہے ۔ جن کے متعلق جانتا ہے کہ وہ شکر کریں گے اور ان کے صدقے دوسری قوم بھی بخشی جاتی ہے ۔ مگر جب ہم انفرادی معاملہ کرتے ہیں تو

عفو کرنے والے کا یہ فرض ہے

کہ وہ دیکھے کہ اس کے عفو کے نتیجہ میں جذبات تشکر پیدا ہو رہے ہوں یا اصلاح ہو رہی ہو ۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو عفو کا مطلب یہ ہے کہ بدی کی حوصلہ افزائی کی جائے اور بعض دوسرے معصوم انسانوں کو بعض اور انسانوں کے ظلم کا نشانہ بنایا جائے تو ان دو شرطوں کے ساتھ عفو ہے لیکن جہاں ملکیت ہو وہاں بعض دفعہ یہ دو شرطیں بھی باقی نہیں رہتیں ۔ جہاں معاف کرنے والا کسی کو معاف کرتا ہو اور اس کے نتیجہ میں وہ غیروں پر کوئی ظلم نہ کر سکے ۔ معاف کرنے والے کو مزید دکھ دے وہاں یہ شرط نہیں ہے کہ ضرور اصلاح ہو، وہاں معاف کرنے والا جتنا بھی دکھ برداشت کر سکتا ہے وہ کرتا چلا جائے ۔ اس کا اجر خدا تعالیٰ اس کو دیتا چلا جائے گا ۔

پس عَفَا وَأَصْلَحَ میں یہ تیسری بات بھی خاص طور پر پیش نظر رکھیں ۔ ایک سوسائٹی کا مجرم ہے اسے معاف کرنے کے لئے آپ مالک نہیں ہیں اس لئے آپ پابند ہیں کہ اصلاح کو ملحوظ رکھیں اور یہ نہ ہو کہ معاف کیا جانے والا بعد میں دندناتا پھرے اور کہے کہ دیکھو جی یہاں کچھ نہیں بنتا ۔ کچھ نہیں ہوتا اور دوبارہ جرم پر اس کا حوصلہ بڑھ جائے ۔ لیکن اگر آپ کے خلاف کسی نے زیادتی کی ہے ۔ آپ کے خلاف جرم کیا ہے تو وہاں یہ شرط لازمی نہیں ہے ۔ آپ جتنا معاف کر سکتے ہیں ، جتنا آپ میں حوصلہ ہے اتنا ہی اس کے ساتھ شفقت اور رأفت کا سلوک کرتے چلے جائیں ۔ اور عفو سے کام لیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان آیات کی جو عملی تفسیر فرمائی اس سے یہی معلوم ہوتا ہے ۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

دنیا میں جتنی مصیبتیں ہیں

ان کا ایک بہت بڑا حصہ عفو کی کمی کی وجہ سے ہے ۔ اور جرائم کی حوصلہ افزائی کے نتیجہ میں مصیبتیں پھیلتی ہیں اور تمہارے جرائم اگر سارے کے سارے اس طبعی نتیجہ تک پہنچیں جس تک جرم کو پہنچنا چاہیئے ۔ یعنی تم سزا پاؤ ، اس کے نتیجہ میں دکھ اٹھاؤ تو بے انتہا مصائب سے دنیا بھر جائے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عفو ہے ۔ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ (شوریٰ آیت ۳۱) کہ تمہارے بہت سے جرائم ایسے ہیں جن سے وہ صرف نظر فرماتا چلا جاتا ہے اور تم ان کا لازمی طبعی نتیجہ نہیں دیکھتے ۔ اپنے جرموں کی سزا سے بچ جاتے ہو اور اس کے نتیجہ میں سوسائٹی میں اتنے دکھ نہیں ہیں جتنے تمہیں نظر آ رہے ہیں ۔

پس گویا جو کچھ تم

دکھوں کی شکل میں

دیکھ رہے ہو نہ صرف یہ کہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے ۔ ساری کمائی نہیں بلکہ اس کا محض ایک حصہ ہے ۔ اگر تمہارے سب جرائم کی سزا دی جائے تو انسان کا اس دنیا میں زندہ رہنا مشکل ہو جائے بلکہ قرآن کریم سے تو پتہ چلتا ہے کہ اگر انسان کے جرائم کو دیکھا جائے تو جانور بھی زندہ نہ رہ سکیں ۔ دابۃ بھی اس دنیا سے مٹا دیئے جائیں ۔ کیونکہ دابۃ تو انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ۔ اگر انسان نے ہی زندہ رہنے کا حق چھوڑ دیا تو اس کی خاطر جو چیزیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا کی گئی ہیں ان کے زندہ رہنے کا بھی کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ لیکن بعض لوگ عفو نہیں کر سکتے اور انہیں عفو پر مجبور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اتنی عظیم الشان عدل کی تعلیم ہے کہ اگر اس کو دنیا میں رائج کر دیا جائے تو دنیا کے اکثر مصائب محض اسی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں ختم ہو سکتے ہیں۔ فرماتا ہے، عفو، احسان کے ساتھ تعلق رکھنے والا جذبہ ہے، یہ لازمی نہیں ہے اس لئے اگر تم عفو نہیں کر سکتے اور کسی کو لازماً سزا دینا چاہتے ہو تو پھر صرف یہ شرط ہے کہ جتنا جرم ہو جتنی بدی کی گئی ہو اتنا ہی تم نے بدلہ لینا ہے اس سے آگے ایک قدم بھی نہیں جانے کی اجازت نہیں۔ یہ وہ

عظیم الشان اسلامی تعلیم

ہے جس کو اگر آج دنیا میں نافذ کیا جائے تو یہ خطرات کے مہیب بادل جو چھائے ہوئے ہیں اور کڑکنے بھی لگے ہیں۔ اب ان کی گرجیں سنائی دینے لگی ہیں، یہ بادل کافور ہو سکتے ہیں کیونکہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ بتایا تھا۔ دنیا میں جتنی جنگیں ہو چکی ہیں ان سب کے پس منظر میں بعض اسلامی تعلیمات کو بھلا دینا دکھائی دے رہا ہے۔ ہر جنگ سے پہلے کے حالات پر آپ غور کریں تو لازماً اسلامی تعلیم کو نظر انداز کرنے کے نتیجہ میں وہ جنگیں پیدا ہوئیں اور ہر جنگ کے بعد کے جو حالات ہیں ان کے نتیجہ میں اگلی جنگیں پیدا ہوئیں۔ اس لئے کہ جنگ کے بعد کے حالات میں بھی انسان نے اسلامی تعلیم پر نظر نہیں رکھی، اس پر عمل نہیں کیا۔ چنانچہ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا[1] میں خدا تعالیٰ نے نہ فرد کو اجازت دی نہ قوم کو اجازت دی کہ اگر تم سے بدی کی جاتی ہے تو اس سے بڑھ کر تم بدلہ لو۔ صرف ایک ایسی چیز ہے جو بدلہ لینے والوں کو قومی لحاظ سے مجبور کر دیا کرتی ہے کہ بدی سے بڑھ کر وہ بدلہ لیں اور بعض دفعہ انفرادی طور پر بھی وہ ہمیں دکھائی دیتی ہے۔ بعض لوگ تو ویسے ہی منتقم اور مغلوب الغضب ہوتے ہیں۔ میں ان کی بات نہیں کر رہا۔ عام درمیانی انسانی فطرت رکھنے والے لوگوں سے متعلق آپ غور کر کے دیکھیں کہ جب وہ بدی کا بدلہ لیتے ہیں اور زیادتی کرتے ہیں تو

اس کے پیچھے ایک محرک ہوتا ہے

اور یہی محرک قوموں کو بھی بدی سے بڑھ کر بدلہ لینے پر مجبور کر دیتا ہے۔ وہ محرک یہ ہوتا ہے کہ انہیں یہ خوف ہوتا ہے کہ جس شخص نے ہم سے زیادتی کی ہے اگر ہم نے اتنا ہی بدلہ لیا جتنا اس نے ظلم کیا تھا تو یہ اتنا کمزور نہیں ہوگا، اسے اتنی سخت سزا نہیں ملے گی کہ اس کے نتیجہ میں آئندہ جرأت نہ کر سکے۔ تو وہ بدی کی طاقت کو آئندہ سے توڑنا چاہتے ہیں باوجود اس کے کہ اس نے تھوڑا ظلم کیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے آئندہ بدی کی طاقت چھین لی جائے یعنی اسے اتنا کمزور اور بے کار کر دیا جائے کہ پھر یہ اٹھ نہ سکے۔ اس کے نتیجہ میں زیادتیاں ہوتی ہیں اور ظلم ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی چونکہ فطرت پر بہت باریک نظر ہے اور وہ فطرت کا پیدا کرنے والا ہے اس کے ہر پہلو سے واقف ہے۔ اس لئے قرآن کریم بھی

فطرت کا کوئی پہلو

باقی نہیں چھوڑتا اور ہر ایک کا جواب دیتا ہے۔ چونکہ بڑی بڑی قومیں لڑائیوں کے بعد ہمیشہ یہ ردعمل دکھاتی ہیں کہ جن لوگوں کی وجہ سے جنگیں ہوئی تھیں انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ ان کو دنیا میں بکھیر دو۔ ان میں اتنی سکت باقی نہ رہنے دو کہ وہ پھر اٹھ سکیں اس کے نتیجہ میں ان کا حکم تو نہیں چلتا بلکہ قانون قدرت چلتا ہے اور وہ مظالم ان کے اندر رچ جاتے ہیں، ان کا جزو بن چکے ہوتے ہیں اور ان مظالم کا خون ان کی رگوں میں دوڑتا رہتا ہے اور جب بھی انہیں توفیق ملتی ہے وہ پھر اپنا بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔

جرمن قوم سے دو دفعہ ایسا ہو چکا ہے اور تیسری دفعہ بھی اس کا بیج بویا جا چکا ہے جب برلن کو تقسیم کیا جا رہا تھا اور جرمنی کو تقسیم کیا جا رہا تھا تو روز ویلٹ، چرچل اور سٹالن یہ باتیں کر رہے تھے کہ اس قوم نے دو دفعہ دنیا کی تباہی کے سامان پیدا کئے ہیں اور دونوں دفعہ جو ہم نے ذرائع اختیار کئے وہ کافی نہیں تھے یعنی اس کے نتیجہ میں ہم نے جرمن پر ظلم کیا وہ کافی نہیں تھا۔ اس لئے اب اس قوم کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دو کہ اگلی جنگ کا کوئی سوال ہی باقی نہ رہے۔ اور اب وہی DIVIDED جرمنی جو دو حصوں میں بٹ چکا ہے وہی بہت بڑے خطرات کا موجب بن چکا ہے جو POLARISATION وہاں ہو چکی ہے۔ ایک مشرق کا کیمپ اور ایک مغرب کا کیمپ۔ اب جرمن، جرمن سے نفرت کرنے لگا ہے اور اب

سب سے بڑا خوف

جو مغربی جرمنی میں نظر آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ پہلی جنگ میں تو ہم غیروں سے لڑا کرتے تھے۔ اب جرمن، جرمن کا خون پیئے گا اور "جرمن" جرمن قوم کو ہلاک کرنے کے سامان پیدا کرے گا۔

پس اسلامی تعلیم کو بھلانے کے نتیجہ میں دنیا کو کوئی فائدہ تو نہ پہنچا اور کوئی صورت نہیں بنتی کہ کس طرح ان مظالم کا خاتمہ کر سکیں۔ سیدھا سادھا قرآنی اصول تھا جس کو بھلانے کے نتیجہ میں وہ اس مخمصے میں پھنس چکے ہیں ایک ظلم کے نتیجہ میں اگر بدلہ ظلم سے نہ بڑھے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف یہ ذریعہ ہے ظلم کو ختم کرنے کا اور یہ کم از کم ذریعہ ہے۔ اگر عفو سے کام لو گے تو ظلم کے غائب ہونے کا زیادہ امکان ہوگا۔ اگر درگزر کرنے کے بعد مغفرت بھی کرو گے تو اس سے بھی ظلم کے مٹنے کے اور زیادہ امکانات ہو جائیں گے لیکن اگر تم اللہ کے قانون سے جنگ کرتے ہوئے یہ ترکیب اختیار کرو گے کہ جتنا ظلم کیا گیا ہے اس سے زیادہ ظلم کریں گے اور اسے توڑ کر رکھ دیں گے اس سے دنیا کو ظلم سے نجات دیں گے تو یہ ترکیب نہیں چلے گی، نہ پہلے کبھی چلی ہے نہ آئندہ کبھی چل سکتی ہے کیونکہ قرآنی تعلیم کے مخالف ہے۔ اسے کہتے ہیں ایسی تعلیم جو قوموں سے اپنی فضیلت زور بازو سے منوا لیتی ہے اور مخالفین کو بھی مجبور کر دیتی ہے کہ اس سے بہتر کچھ دکھا ہی نہ سکیں۔

یہ ایک حیرت انگیز کتاب ہے

دنیا کی کوئی عقل، کوئی [illegible] تاریخ کا کوئی تجربہ اس کی تعلیم کو جھٹلا نہیں سکتا۔ لیکن اس خطرہ کی نشاندہی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس بات کی فکر نہ کرو کہ اگر تم ظلم کا بدلہ اس سے بڑھ کر نہیں لو گے تو تم سے کیا ہوگا۔ فرمایا چونکہ ہم تمہیں یہ تعلیم دے رہے ہیں اس لئے ہم ہی اس بات کے ضامن ہیں اور اس ضمانت میں قرآن کریم کی تعلیم کا حسن یہ ہے کہ کافر اور مومن میں کوئی فرق نہیں کیا، انسان کو بحیثیت انسان مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اگر تم ظلم کے بدلہ میں زیادتی سے کام نہیں لو گے اور وہاں ٹھہر جاؤ گے جہاں تک ظلم پہنچا تھا ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھو گے تو پھر اگر تمہیں یہ خوف لاحق ہے کہ وہ قوم تمہارے خلاف بغاوت کرے گی اور تمہیں دوبارہ تباہ کر دے گی، فرمایا اس کے ہم ضامن ہیں۔ اتنی حیرت انگیز ضمانت ہے کہ انسان قرآن کریم پڑھ کر حیران ہوتا ہے کہ ساری دنیا کو مخاطب کرتا ہے اور ساری دنیا کی ایسی ضمانت لیتا ہے جس کی کوئی مثال کہیں کسی کتاب میں نظر نہیں آتی۔ فرمایا

ذٰلِکَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِیَ عَلَیْهِ لَیَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ (الحج آیت ۶۱)

تم بڑے بے وقوف ہو جو اس بات سے ڈر رہے ہو کہ اگر تم نے ظلم کے بدلہ میں زیادتی نہ کی تو یہ قوم اٹھ کھڑی ہوگی اور تمہارے خلاف بغاوت کرے گی اور پھر تمہیں کمزور دیکھ کر تم پر قابض ہو جائے گی، یہی خطرہ ہے تمہیں؟ فرمایا لَیَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ اگر ہماری خاطر تم ظلم سے رکو گے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ یقیناً اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور یاد رکھو یہ تو ادنیٰ سی بات ہے جس کی توقع اللہ تعالیٰ نے تم سے رکھا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ خدا تو عفو کرنے والا ہے اور عفو کے بعد بخشش بھی کرنے والا ہے یعنی صرف نظر کے بعد جو ایسے گناہ بچ جاتے ہیں کہ عام حالات میں ان کی سزا دینی پڑتی ہے یا سزا کا فیصلہ کر لیا جاتا ہے۔ انہیں بھی وہ بخشتا ہے۔

پس اگر تم دنیا میں سچا امن قائم کرنا چاہتے ہو تو لازماً ان

تین چیزوں کو اختیار کرنا پڑے گا

سب سے پہلے سزا میں جرم سے بڑھ کر سزا نہ دینا۔ دوسرے عفو کرنا یعنی جرائم دیکھنا اور آنکھیں پھیر لینا گویا وہ تھے ہی نہیں۔ اور تیسرے اگر جرائم بڑھ چکے ہوں اور

---

[1] شوریٰ آیت: ۴۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان مرتکب ہو چکا ہو اور سزا کا حق رکھتا ہو پھر بھی اس سے بخشش کا سلوک کرتا۔ یہ تعلیم صرف قومی نہیں بلکہ انفرادی بھی ہے اور اہلی اور عائلی زندگی کو جنت بنانے کے لئے بہت ضروری ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے گھروں میں جو اکثر دکھ پھیلے ہوئے ہیں اور مصیبتیں اور لڑائیاں ہیں۔ ماحول تباہ ہو رہا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہی ہے۔ جس طرح اس تعلیم کو بھلانے یعنی عفو کے نہ ہونے کے نتیجہ میں ساری دنیا کا امن برباد ہو چکا ہے اسی طرح گھروں کی تباہیاں بھی عفو کے نہ ہونے کے نتیجہ میں ہیں۔ بعض بیویاں یہ ثابت کرنے کے بعد کہ خاوند نے یہ غلطی کی ہے وہ سمجھتی ہیں کہ اب اس کے بعد لازماً میرا فساد کرنا ضروری ہو گیا ہے، چونکہ وہ غلطی کرتا ہے اس لئے اب فساد کرنے کا میرا حق ہے، میں ضرور کروں گی۔ جب وہ فساد کرتی ہے تو اتنا نہیں کرتی جتنا خاوند کی غلطی تھی اس سے چار قدم آگے بڑھ جاتی ہے۔ کہتے ہیں جیسی روح ویسے فرشتے، اُن کو خاوند بھی بعض ایسے ملے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں اچھا اب تم بولنے پر آئی ہو تو میں پھر تمہیں چار تھپڑ نہیں بلکہ سولہ تھپڑ ماروں گا۔ ایک گھر جو جنت کے لئے بنایا گیا جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس لئے پیدا کیا گیا کہ تمہیں سکینت ملے وہ جہنم کا نمونہ بن جاتا ہے۔ یعنی سوسائٹی میں پہلا قدم ہی نہیں اٹھایا گیا، عفو تو بعد کی بات ہے، پہلے یہ بھی نہیں سوچا جاتا کہ جتنا جرم ہوا اگر تم معاف نہیں کر سکتے تو کم سے کم پھر اس سے آگے تو نہ بڑھو۔

پس اگر احمدی اپنے گھروں کو جنت کا نمونہ بنانا چاہتے ہیں تو

اس بات کو مضبوطی سے پکڑ کر بیٹھ جائیں

اگر وہ کسی قیمت پر معاف نہیں کر سکتے اور ایک احمدی سے میں یہ توقع نہیں رکھتا کہ وہ اس ادنیٰ درجہ پر آکر ٹھہر جائے انہوں نے تو دنیا میں بڑے بڑے کام کرنے ہیں ساری دنیا کو اخلاق حسنہ سکھانے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکارم الاخلاق سے آشنا کرنا ہے یہ ان کا کوئی مرتبہ ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی بات پر جس کو قرآن کراہت کے ساتھ قبول کر رہا ہے اس پر اٹک کر بیٹھ جائیں کہ ہمارے لئے یہی کافی ہے؟ ان سے متعلق تو میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسا شخص حاضر ہوا جس کا کوئی عزیز قتل ہو گیا تھا۔ وہ اس کا ولی تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے معاف کر دو۔ اس نے کہا میں نہیں معاف کر سکتا۔ آپؐ نے فرمایا دیت لے لو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں یہ بھی نہیں کر سکتا۔ پھر آپؐ نے اسے نصیحت فرمائی اس نے پھر اعراض کیا۔ آپؐ نے فرمایا "اچھا ٹھیک ہے پھر تم اپنا بدلہ لو۔ اور بعد میں آپؐ نے فرمایا کہ اس شخص کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو یہ کر رہا ہے یعنی یہ شخص خدا تعالےٰ کے عفو سے اپنے آپ کو محروم کر بیٹھا ہے۔ وہ بڑے زور شور سے بدلہ لینے جا رہا تھا پیچھے سے ایک صحابیؓ دوڑا اور اس نے کہا سنا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے متعلق کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس نے کہا یہ فرمایا ہے۔ اس شخص نے کہا اگر ایسا فرمایا ہے تو میں اپنا بدلہ نہیں لیتا، میں باز آتا ہوں تو یہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توقع

اپنی امت سے۔

یہ خیال غلط ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کے لئے تعلیم ہے۔ میرا نظریہ یہ ہے کہ چونکہ سارے عالم کو قرآن کریم مخاطب کرتا ہے اور بنی نوع انسان اس کے کم از کم مخاطب ہیں اس لئے قرآن کریم ہر قسم کی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے اور یہ عام بنی نوع انسان سے توقع ہے کہ اگر وہ انسانیت کو دکھوں سے بچانا چاہتے ہیں تو کم از کم اتنا تو کریں کہ جب بدلہ لیں تو اتنا ہی لیں جتنا کہ قصور کیا گیا ہے۔ اس سے آگے نہ بڑھیں۔ لیکن امت محمدیہ کی یہ ہی شان نہیں ہے۔ گو اگر وہ اتنا ہی کریں تو اس پر کسی کو طعنہ زنی کا حق نہیں رہے گا۔ یہ الگ بات ہے۔ یعنی اس میں وہ شامل تو ہیں لیکن بنی نوع انسان کے ایک عام فرد کے طور پر۔ اُمت محمدیہ کے لحاظ سے جو ان کی شان ہے وہ اس سے بہت بالا ہے، وہ تو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نمونے ہی ہیں۔ آپؐ نے ان آیات سے جو سمجھا اور پھر اس کے بعد اپنی زندگی میں جو عملی تفسیر فرمائی ہمارے لئے تو وہی ہے۔ تو بہر حال ایسے لوگ بھی ہیں جو گھروں کو جنت کی بجائے جہنم میں بدلتے ہیں، معاف نہیں کر سکتے۔ لیکن کم از کم انسان تو بنیں، قرآن انسانیت سے متعلق جو ادنیٰ توقع رکھتا ہے وہ تو دکھائیں اگر وہ معاف نہیں کر سکتے تو جتنا جرم ہے اس سے آگے نہ بڑھیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ بہت سی خرابیاں اس وجہ سے ہیں کہ بدلہ بھی لیتے ہیں اور پھر بدلہ کے وقت ظلم کرتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی ہمارے بیوی اور بچوں نے ظلم کئے ہیں اور یہ یہ حرکتیں کرتے ہیں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ٹھیک ہے ہمیں علم ہے کہ تمہاری بیویوں میں سے تمہاری اولادوں میں سے تمہارے دشمن بھی ہیں یعنی عام کمزوریاں تو الگ رہیں خدا تعالےٰ کے علم میں ہے کہ تم سے دشمنی کرنے والے تمہارے گھروں میں موجود ہوتے ہیں، بعض دفعہ بدنیتی کے ساتھ بھی تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں یا بعض دفعہ ان معنوں میں دشمن بن جاتے ہیں کہ تمہاری محبت ان کو بگاڑ دیتی ہے اور پھر وہ عملاً تم سے دشمنی کر رہے ہوتے ہیں، جب بدیاں کرتے ہیں تو تم ان میں ذمہ دار ہو جاتے ہو۔ بہر حال اس کے کئی معنی ہیں لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس کے باوجود

ہم تمہیں یہ تعلیم دیتے ہیں

کہ اپنے خاوندوں کے جرائم دیکھو اپنی بیویوں کے جرائم دیکھو، اپنی اولاد کی غفلتیں اور کوتاہیاں دیکھو پھر بھی حکم یہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (التغابن آیت ۱۵)

کہ اے لوگو! اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ تمہاری بیویوں میں سے یا خاوندوں میں سے اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن بھی ہیں ان سے بچو! اتنا تو تمہیں حق ہے کہ ان کی بدیوں سے یا ان کے بداعمال کے بدنتائج سے بچنے کی کوشش کرو لیکن یہ کہ پھر معاف نہیں کرنا، انہیں مارنا پیٹنا ہے ان سے بدلے اتارنے ہیں یا مظالم کرنے ہیں اس کی خدا تعالےٰ تمہیں اجازت نہیں دیتا۔

اللہ تعالےٰ پہلی بات یہ فرماتا ہے وَإِن تَعْفُوا کہ تم عفو سے کام لو اور اس طرح رہو گویا بہت سی بدیاں تم دیکھ ہی نہیں رہے۔ وَتَصْفَحُوا صفح اس سے اگلا مقام ہے۔ صفح کسی چیز کو اس طرح اڑا دینے کا نام ہے کہ اس کا کوئی نشان بھی باقی نہ رہے۔ تو فرمایا تَصْفَحُوا، صفح سے بھی کام لو اور اس میں ایک خوشخبری بھی دی گئی ہے کہ عفو کے نتیجہ میں صفح پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر آپ عفو کا تجربہ کریں، بار بار عفو سے کام لیں تو آپ دیکھیں گے کہ بسا اوقات عفو بدیوں کو اڑا لے جاتا ہے اور ان کے نشان مٹا دیتا ہے۔ تو فرمایا وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا[1] اگر تم عفو سے کام لو وَتَصْفَحُوا اور اس کے نتیجہ میں تمہیں یہ طاقت بھی نصیب ہو جائے کہ یہ گھر کی خرابیاں دور ہونا شروع ہو جائیں تو یہ بہت بہتر ہے وَتَغْفِرُوا لیکن اگر کچھ بدیاں باقی رہ جاتی ہیں اور سزا کو دل چاہتا ہے تو پھر بھی ہم تمہیں کہتے ہیں کہ حتی المقدور مغفرت سے کام لو۔ کیوں؟ اس لئے کہ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ[2] کہ اللہ صرف عفو کرنے والا نہیں بلکہ بے حد مغفرت کرنے والا ہے۔ اور بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے مخاطب کر کے فرمایا:-

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ۝

(الاعراف آیت ۲۰۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مجسم عفو تھے۔ خدا کی صفات میں رنگین تھے پھر آپ کو یہ حکم کیوں دیا گیا۔ بظاہر یہ عجیب بات لگتی ہے لیکن

اصل بات یہ ہے

کہ بعض احکامات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے دیئے جاتے ہیں اور ساری قوم مراد ہوتی ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب کی نظر ہے، آپؐ سے بے انتہا محبت ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ

---

[1] التغابن آیت ۱۵ [2] ایضاً

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو بندہ مجھے سب سے پیارا ہے اس سے میں کیا توقع رکھ رہا ہوں، اس طرح قوم کو نیکیوں کی ایک تلقین اور تحریص کی جاتی ہے۔ تو یہ مراد نہیں تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرورت تھی، آپؐ تو نبوت سے پہلے ہی بے حد عفو کرنے والے تھے۔ امت محمدیہ کو جب کسی غیر معمولی نیکی کی طرف خاص طور پر توجہ دلانا ہو تو یہ قرآن کا اسلوب ہے کہ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انفرادی طور پر چنتا ہے اور آپؐ کو وہ حکم دیتا ہے تاکہ پھر اس مرکز سے خیر کا انتشار ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بھی فرمایا وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ کہ بہترین رنگ میں عفو کی تعلیم بھی دو۔ عرف اس نیکی کو بھی کہتے ہیں جو معروف ہو، عام دنیا میں رائج ہو اور اس نیکی کو بھی کہتے ہیں جو نیکیوں میں بھی ایک نمایاں شان رکھتی ہو۔ تو چونکہ عفو کا ذکر فرمایا ہے اس لئے اوّل معنی اس کا یہ ہوگا وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ کہ بنی نوع انسان کو عفو کے معاملہ میں بہترین تعلیم دو۔ اس ضمن میں چند احادیث میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر کیسے عمل فرمایا اور کس رنگ میں تعلیم دی۔

ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریک فرمائی کہ صدقہ دو یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ کچھ لوگ سونا لائے کچھ چاندی، کچھ غلہ، کچھ کھجور لے آئے۔ ایک شخص کے پاس اور کچھ نہیں تھا وہ کھجور کے چھلکے ہی اٹھا لایا کہ یا رسول اللہ! میرے پاس تو یہی ہے، میں یہ حاضر کر دیتا ہوں۔ ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن میں اپنی آبرو صدقے میں پیش کر دیتا ہوں، اگر کوئی مجھ سے زیادتی کرے گا، مجھے برا بھلا کہے گا تو میں اُسے غصے نہیں ہوں گا۔ کچھ لوگ بعد میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا تم میں سے ایک آدمی نے ایسا صدقہ کیا ہے جسے

اللہ تعالےٰ نے قبول فرما لیا

ہے کتنی پیاری ہے یہ حدیث اور لوگوں کو نصیحت کرنے کا کیسا پیارا رنگ ہے وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ پر عملدرآمد اس کو کہتے ہیں۔ اس میں ایک اور پہلو کی طرف بھی توجہ دلائی گئی کہ بہت سی جگہ عفو کی راہ میں عزت نفس حائل ہو جاتی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ باقی چیزیں تو چلو معاف ہو گئیں چوری کر لی یا کچھ تھوڑا سا نقصان پہنچا گیا لیکن میری عزت پر حملہ کرنا ہے میں یہ کس طرح معاف کر دوں، اس کا تو میں نے بدلہ لینا ہے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں مطلع فرمایا کہ عزت کے معاملہ میں درگزر کرنا، عزت پر جو ہاتھ ڈالتا ہو اسے معاف کرنا یہ اللہ تعالےٰ کو اتنا پسند آیا ہے کہ اس نے اپنے رسولؐ کو خود خبر دی کہ اس شخص کی یہ نیکی میں نے قبول فرما لی ہے، مجھے بہت پسند آگئی ہے۔ اور آپ دیکھیں ہماری معاشرتی خرابیوں میں سے بہت سی خرابیاں اس وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ عزت نفس کے معاملہ میں اگر لوگ کہتے ہیں کہ اس نے میری بے عزتی کی ہے ہم تو کبھی معاف نہیں کریں گے۔

ابھی چند دن ہوئے ایک خاندان کا جھگڑا آیا دونوں طرف سے انہوں نے درد کا اظہار کیا کہ جی ہمارے درمیان ناچاقی ہو گئی ہے بڑے اکٹھے تھے بہت محبت کا معاملہ تھا اور اب ہم الگ الگ ہو گئے ہیں۔ خاندان پھٹ گیا ہے، دعا کریں میں نے کہا دعا کا معاملہ تو بعد کا ہے۔ پہلے تو یہ بتاؤ کہ یہ آخر کیوں ہو رہا ہے کیوں تم لوگ صلح نہیں کرتے۔ تو جواب دیا کہ جی اب کیسے صلح ہو سکتی ہے۔ انہوں نے تو ہماری بے عزتی کر دی۔ گویا بے عزتی کے بعد صرف دعا ہی رہ جاتی ہے اور کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا۔ حالانکہ

دعا کی قبولیت کا اصول

یہ ہے کہ جس صفت میں آپ اللہ کے مشابہ ہوں گے اس معاملہ میں آپ کی دعائیں قبول ہوں گی یہ آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں بالارادہ اللہ تعالےٰ کی صفات کو اپنائیں جس صفت کو آپ اپناتے ہیں۔ اس صفت میں اللہ تعالےٰ آپ سے حیا کرے گا اور آپ کی دعائیں ضرور سنے گا۔ جو لوگ دوسروں کے رب بنتے ہیں، ربوبیت کی صفت اختیار کرتے ہیں۔ وہ جب دعا کرتے ہیں کہ اے خدا مصیبت پڑ گئی ہے ہم ضرورت مند ہو گئے ہیں ہماری مدد فرما تو ہو کیسے سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نہ سنے، وہ تو ان کے کہے بغیر بھی سننے لگ جاتا ہے، ان سے ایسا پیار کا سلوک فرماتا ہے۔ کہ جو دوسروں کی ضرورتیں پوری کر رہے ہوتے ہیں، ان کی ضرورت میں خود لگ جاتا ہے:

پس ہر صفت کے متعلق یاد رکھیں کہ جو کچھ آپ اپنے رب سے توقع رکھتے ہیں۔ آپ کی دعا میں سنجیدگی اور سچائی پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک ویسا بننے کی کوشش نہ کریں۔ آپ تو لوگوں سے اس قدر رعونت کا سلوک کریں کہ اس نے ہماری عزت پر ہاتھ ڈال دیا ہے اس لئے ہم اسے اب کبھی بھی معاف نہیں کر سکتے، اس نے گھر نہیں بلایا، اس نے فلاں وقت دعوت نہیں دی تھی۔ یعنی ایسے ایسے بھی مقدمات آئے ہیں کہ میاں بیوی کی آپس میں نہ چاقی اور پھر میاں بیوی کے خاندان کی دوسرے خاندان سے ناچاقی اور کئی کئی سال تک دل پھٹ گئے اور ایک دوسرے سے ملنا جلنا بند ہو گیا اس لئے کہ بیوی کے ماں باپ نے اپنے فلاں عزیز کی شادی پر زبانی پیغام بھیج دیا تھا کہ آجانا" کارڈ نہیں بھیجا یا الگ رقعہ لکھ کر نہیں بھیجا۔ آپ ہنس رہے ہیں کہ یہ بڑی جہالت ہے لیکن اس جہالت میں لوگ مبتلا ہیں۔ بات جب اپنے اوپر پڑتی ہے تو اپنی عزت اتنی پیاری لگتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کی خاطر ہر حماقت جائز ہے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو اللہ نے حکم دیا اس میں ساتھ یہ بھی فرمایا

وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ

جاہلوں سے اعراض کرنا۔ دنیا میں بڑے لوگ جاہل پھرتے ہیں تو عزت نفس بدلہ لینے اور معاف نہ کرنے کا ایک بہت بڑا عذر سمجھا جاتا ہے۔

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے پیارے انداز میں اس کمزوری کو ہمارے سامنے کھول کر رکھ دیا اور اس کا حل بھی پیش فرما دیا کہ دیکھو ایسے ایسے بھی خدا کے بندے ہیں جب ان کے پاس پیش کرنے کے لئے کچھ نہیں تھا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی خاطر ہم عزت پیش کرتے ہیں، ہماری جو چاہو بے عزتی کر لو ہم آگے سے جواب نہیں دیں گے۔ اور اس کے نتیجہ میں اللہ اتنا خوش ہوا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود بتا دیا۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا اپنا نقصان ہو اور کوئی باز نہ آ رہا ہو اور اس کے نتیجہ میں دوسروں کا کوئی نقصان نہ ہو وہاں اصلاح کی شرط لازمی نہیں ہے، وہاں یہی تعلیم ہے کہ جتنا ممکن ہو سکتا ہے اتنا

صبر کرتے چلے جاؤ

اور اپنے حقوق کی ادائیگی سے غافل نہ رہو۔ چنانچہ اس ضمن میں حضرت عمرو بن شعیب رضؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ میرے کچھ رشتہ دار ہیں اور میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ قطع تعلق کرتے ہیں یعنی میں تو ان کے سارے حقوق ادا کرتا ہوں جو رحمی رشتوں کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور وہ ان حقوق کو کاٹتے چلے جاتے ہیں، میں معاف کرتا ہوں اور وہ ظلم کرتے چلے جاتے ہیں، میں اچھا سلوک کرتا ہوں اور وہ بدسلوکی کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ کیا مضبوط کیس اس بات کے لئے بنایا جا سکتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت دے دیتے کہ ہاں اب تم بھی ویسے ہی شروع کر دو۔ اس شخص نے اپنے حق میں بہت زبردست وکالت کی۔ ہے کہ مجھے اب اجازت دے دیں کہ میں بھی پھر ان سے وہی کروں جو وہ کرتے ہیں اور پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اب بتائیں کہ کیا میں بھی ان سے ویسا ہی سلوک کر سکتا ہوں جیسا وہ مجھ سے کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں اس طرح تم سب چھوڑ دیئے جاؤ گے" عجیب کلام ہے اس میں

اتنی حکمت اور اتنی گہرائی

ہے آپ سوچیں ذرا کہ اس فقرہ میں آپؐ نے کیا فرما دیا۔ فرمایا ان کو خدا چھوڑ چکا ہے۔ تمہیں نہیں چھوڑا ہوا۔ کتنا ظلم ہو گا کہ تم سارے کے سارے خدا سے چھٹ جاؤ، تم سب کو خدا متروک فرما دے، یہ نہ کرنا، کچھ تو خاندان کے لوگ ہوں جن سے اللہ پیار کا تعلق قائم رکھے، انہیں بھی چھوڑ دیا تمہیں بھی چھوڑ دے گا۔ پھر تو تمہارا سارا خاندان ہلاک ہو جائے گا۔

پس اکثر جو خاندانی جھگڑے ہیں ان میں ایک یہ وجہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اب تو ہمارا حق ہو گیا ہے اتنی زیادتی ہو چکی ہے کہ اب ہم آگے سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شروع کردیں اور دونوں فریق چونکہ اپنے آپ کو مظلوم سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے دونوں طرف سے یہ احساس بڑھتا چلا جاتا ہے اور کسی طرح صلح ہونے میں ہی نہیں آتی۔ دیکھئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنا پیارا جواب دیتے ہیں پھر فرماتے ہیں تم فضیلت اختیار کرو۔ ان سے

صلہ رحمی کرو

کیونکہ جب تک تو اس حالت پر قائم رہے گا۔ تیرے ساتھ اللہ تعالےٰ اسی طرح کا معاملہ فرمائے گا اور تیرا مددگار ہوگا تو اس سے بہتر اور کیا سودا ہو سکتا ہے کہ انسان سے انسان دکھ اٹھائے اور ظلم برداشت کرے اور اللہ کا پیار اس کے بدلہ میں حاصل کر رہا ہو اور اللہ کو اپنا مددگار بنا رہا ہو۔ تو احمدی معاشرہ میں بڑی شدت کے ساتھ یہ باتیں داخل ہونے کی ضرورت ہے۔ یہ کمزوریاں ہیں جنہوں نے ہمیں دکھوں میں مبتلا کیا ہوا ہے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ساری دنیا کی تباہی اسی وجہ سے ہے کہ بدلہ لینے کا سلیقہ ابھی تک انسان کو نہیں آیا۔ اگر معاف نہیں کر سکتا تو بدلہ تو اس طرح لے جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے تعلیم دی اور پھر عفو کا طریقہ نہیں سیکھا، مغفرت کا طریقہ نہیں سیکھا اور اس کے نتیجہ میں ساری دنیا میں مصائب پھیلے ہوئے ہیں۔ اور یہ بیماریاں احمدی گھروں میں بھی داخل ہو چکی ہیں۔ اگر احمدی گھر ان کو صاف نہیں کریں گے تو دنیا کے مصلح کیسے بن سکیں گے۔ دنیا تو جواب دے گی کہ اے گنجے تو اپنے سر کی فکر کر تیرے سر پر تو بال کوئی نہیں اور تو دوائیاں بیچتا پھر رہا ہے گنج کے علاج کی۔ یہ تو تجھے زیب نہیں دیتا۔

پس

یہ بہت اہم بات ہے

اسے کوئی معمولی بات نہ سمجھیں۔ اپنے گھروں سے ہر قسم کی لڑائیاں، فساد، ایک دوسرے پر زیادتیاں ختم کر دیں۔ عفو کا سلوک شروع کر دیں۔ مغفرت کا سلوک شروع کر دیں۔ رحم کا سلوک شروع کر دیں اور اس کا فائدہ آپ کو بھی پہنچے گا بدلہ لینے والے گھروں میں سکون کبھی بھی میں نے نہیں دیکھا، دکھ اور بے چینی پھر جہنم میں تبدیل ہونا شروع ہو جاتی ہے، دلوں میں آگیں بھڑک جاتی ہیں، ایک جرم سے دوسرا جرم آگے بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ بعض ماں باپ ایسے ظالم ہو جاتے ہیں کہ پھر اپنی اولاد سے بھی ایسا ظالمانہ سلوک کرتے ہیں کہ وہ واقعات سنکر بھی انسان حیران رہ جاتا ہے۔ امریکہ میں ایسے واقعات کثرت سے ہو رہے ہیں کہ مائیں اپنے بچوں کو پکڑ کر دیواروں سے مارتی ہیں اور ان کے سر پھاڑ دیتی ہیں بعض آدمیوں نے اپنے بچوں پر ایسے ایسے مظالم کئے ہیں اور یہ معمولی تعداد نہیں ہے بلکہ اعداد و شمار سے پتہ لگتا ہے کہ اس قسم کی عورتوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ اور بعضوں کے پاگل پن تو ایسے ہیں کہ وہ سوسائٹی سے کٹ جاتے ہیں لیکن بعض ایسے پاگل ہیں کہ آگے پھر وہ جرائم کرتے ہیں اور ان دکھوں کو پھیلاتے چلے جاتے ہیں۔ ایک نفرت دوسری نفرت میں جنم لیتی چلی جاتی ہے۔ تو ہم جب ان واقعات کو پڑھتے ہیں تو احمدی کہتا ہے کہ میں نے اس کی اصلاح کرنی ہے۔ خدا کی تقدیر اس سے کہتی ہے کہ ٹھیک ہے تمہیں ان کی اصلاح کے لئے میں نے کھڑا کیا ہے لیکن اپنی تو اصلاح کرو، اپنے گھروں کو تو جنت بناؤ، جب تک تم جنت نہیں بناؤ گے دنیا کو جنت کیسے دو گے، جو چیز تمہارے پاس ہے ہی نہیں وہ آگے کس طرح تقسیم کرو گے۔ اس لئے ان باتوں کو چھوٹا نہ سمجھیں۔ بہت تیزی سے وقت آرہا ہے۔ اسلام کا غلبہ میں دیکھ رہا ہوں۔ کثرت کے ساتھ لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے ہیں اور یہ رفتار بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

مجھے تو یہ فکر لگی ہوئی ہے

کہ انہیں سنبھالیں گے کیسے۔ ان کی تربیت کیسے کریں گے۔ اگر احمدی گھروں میں انہوں نے یہی مصائب دیکھے تو وہ یہاں آکر کیا پائیں گے۔ اس لئے بڑی جلدی اس طرف متوجہ ہوں اور اپنی فکر کریں۔

آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ نصیحت آپ تک پہنچا کر جہاں تک بس چلتا ہے اپنے فرض کو پورا کرتا ہوں فرمایا۔

"بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جائے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا"[1]

یہ ہے عفو اور مغفرت سے آگے رحم کا مقام۔ رحم کا مقام صرف یہ نہیں کہ معاف کر دیا جائے بلکہ جب تک اس کے لئے دعا نہ کی جائے اس وقت تک سینہ صاف نہیں ہوتا یہ بہت بڑا گہرا فطرت کا راز ہے۔ جب آپ دشمن کے لئے دعا کرنے کی کوشش کریں تو اس وقت آپ کو پتہ چلے گا کہ کتنا مشکل کام ہے۔ بڑا زور لگانا پڑتا ہے۔ پھر بھی بعض دفعہ دعا نہیں نکلتی کہ ایسا ظالم آدمی جس نے یہ حرکتیں کی ہیں اور کرتا چلا جاتا ہے اس کے لئے دعا کیسے کروں۔ معاف کر دیا چلیں اس کا پیچھا چھوڑ دیا اس سے آگے میں کس طرح بڑھ جاؤں اور دعا کروں کہ اے اللہ اس پر رحم فرما۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نکتہ بیان فرمایا کہ دعا کرو گے تو پھر یقین ہوگا کہ تمہارا سینہ صاف ہو چکا ہے اور دعا کے لئے بھی تین دفعہ کی شرط لگائی۔ جب تک کم از کم تین دفعہ تم اپنے دشمن کے لئے دعا نہیں کرتے تمہارا سینہ صاف نہیں ہو سکتا۔ اس گر کو باہر تو الگ رہا ذرا اپنے گھروں میں تو استعمال کر کے دیکھیں۔ بیوی نے خاوند سے دکھ پایا ہو اس وقت وہ اس کے لئے دعا کرے۔ خاوند نے بیوی سے دکھ پایا ہو اس وقت وہ اسی کے لئے دعا کرے۔ اپنے بچوں سے دکھ پایا ہو ان کے لئے دعا کرے۔ بچوں نے ماں باپ سے دکھ پایا ہو ان کے لئے دعا کر رہے ہوں۔ پھر دیکھیں سینے کس طرح صاف ہوتے ہیں۔

یہ عارف باللہ کا کلام ہے

کسی عام انسان کا کلام نہیں۔ اس صاحب تجربہ کا کلام ہے جس کو خدا نے اس زمانہ کے لئے مامور فرمایا تھا۔ وہ ان تجربوں سے گزرا ہے اور پھر ہم پر یہ موتی نچھاور کر رہا ہے۔ اس لئے بڑی قدر کے ساتھ ان کو پکڑیں فرماتے ہیں۔

"جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔"

حضرت عمرؓ اسی سے مسلمان ہوئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے لئے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اسے کہتے ہیں عارف باللہ کا کلام۔ آپ نے یہ واقعہ تاریخ میں پڑھا ہوا ہے اور ہر بیان کرنے والا یہ بیان کرتا ہے کہ حضرت عمرؓ اس لئے مسلمان ہوئے، ان کی بہن کو اس طرح زخم پہنچا تھا وہ تلاوت کر رہی تھیں اور اس واقعہ نے کایا پلٹی۔ یہ ٹھیک ہے فوری محرک وہی واقعہ بنا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر اس طرف تھی کہ اصل فیصلہ تو عمرؓ کے مسلمان ہونے کا اس وقت ہوگیا تھا جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی تھی۔ پھر سارے بہانے بنتے ہیں۔ پھر جو وجوہات آپ کو نظر آرہی ہوتی ہیں۔ یہ صرف ایک ظاہری چہرے سے ہیں جو چل رہے ہوتے ہیں۔ چہرہ فی ذاتہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اصل تو وہ ہاتھ ہے جو اس کو اٹھا کر رکھ رہا ہوتا ہے، وہ دماغ ہے جو یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں نے کونسی چال چلنی ہے۔ تو دعا ہے جو ساری چیزوں کے پیچھے ایک محرک اول ہے، اور خدا کی قوت ہے جو کُن کا فیصلہ کر کے پھر آگے تقدیر کو حرکت دے دیتی ہے، پھر ہمیں چہرے نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔"[2]

اس کلام میں آپ جانتے ہیں کہ ادنےٰ بھی مبالغہ نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمانے سے پہلے لازماً نظر ڈالی ہوگی، اس میں ہر قسم کا دشمن آگیا ہوگا جو بدیوں میں، ظلم کرنے میں گالیاں دینے میں سب سے آگے آگے تھے۔ ان سب کی فہرست ذہن میں رکھی ہے۔ پھر فرمایا کہ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے ہم نے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو ایک بھی ایسا نہیں اور میں تمہیں کہتا ہوں پس تم میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہیئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے کہ اِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس بدبخت نہیں ہوتا اور ان کی نیکی اور ہمدردی سے محروم نہیں رہتا۔

پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

[1] ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۹۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس نصیحت کو مضبوطی سے پکڑ لیں

آپ کی بھی اس میں خیر ہے اور ساری دنیا کی بھی اس میں خیر ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ہی دنیا کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ لیکن اگر آپ نے ان باتوں کو بھلا دیا تو آپ سے مراد پھر آپ کے وجود نہیں رہیں گے۔ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے پھر خدا اور قوم پیدا کر دے گا جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غلط ہوگی۔ اس زندگی میں نام تو مسیح موعود کا ہی لگ چکا ہے اس کو اب کوئی مٹا نہیں سکتا لیکن اگر ہم میں سے اکثر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہونے کا حق ادا نہ کیا تو پھر کچھ اور لوگ ہوں گے۔ جو چنے جائیں گے۔ اس لئے کیوں اس نعمت کو اپنے ہاتھ سے چھوڑتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ [1] اللہ تو آپ کو نہیں چھوڑنا چاہتا وہ تو عفو کا سلوک کر رہا ہے۔ بہت سی ہماری غلطیوں سے صرفِ نظر فرما رہا ہے اور ہمیں ہی اس نے ابھی سامنے رکھا ہوا ہے اس لئے کیوں ایسا موقعہ پیدا کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک نعوذ باللہ من ذالک خدا ہمیں چھوڑ کر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کوئی اور جماعت چن لے، اللہ نہ کرے ایسا وقت ہو۔ خدا کرے کہ ہمیں اپنے سارے معاشرے کو قرآنی ہدایات سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے مطابق جنت بنانے کی توفیق نصیب ہو۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:۔

ایک اور بات میں کہنا چاہتا تھا کہ خشک سالی ہو رہی ہے اور اس سے خصوصاً ان غرباء کو بہت تکلیف ہے جن کی فصلوں کا انحصار محض بارش پر ہے اور بہت کثرت سے ایسے بارانی علاقے ہیں کہ اگر ان کی ایک فصل ماری جائے تو پھر وہ دو تین فصلوں تک ان زمینداروں کو اٹھنے نہیں دیتی۔ پہلے بھی بارانی فصل والوں کا نقصان ہو چکا ہے۔ اس لئے خاص طور پر

درد دل سے دعا کریں

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

ہمارے ربوہ کے بچے جہاں تک بس چلتا ہے گرمیوں میں لوگوں کو پانی پلاتے ہیں اور اس صفت کے ایک چھوٹے سے جلوے میں وہ شریک ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک آج کو توفیق ملتی ہے تو وہ بچے خاص طور پر دعا کریں کہ اے اللہ ہمیں تو توفیق ملتی ہے ہم پانی پلاتے ہیں۔ تو رحم فرما ہماری اس نیکی کو قبول فرما اور لوگوں کو بخش دے، اگر ان سے ناراض بھی ہے تو انہیں معاف فرما اور بکثرت ان کے لئے پانی کا انتظام فرما۔

افریقن بھائیوں کو بھی اس دعا میں یاد رکھیں وہاں بہت بڑی تباہی آئی ہوئی ہے۔ خشک سالی مسلسل جاری ہے۔ گھانا کے علاوہ نائیجیریا اور بھی بہت سے ممالک ہیں چاڈ نائیجر وغیرہ تو ان کے لئے بھی خاص طور پر دعا کرتے رہیں۔

---

[1] الرعد آیت ۱۲

درخواستِ دعا

محترم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ناظر بیت المال (آمد) کا گزشتہ روز سول ہسپتال فیصل آباد میں مکرم ڈاکٹر ولی محمد صاحب ساغر نے ہائیڈروسل کا اپریشن کیا ہے جو خدا کے فضل سے کامیاب رہا ہے! الحمد للہ۔

بزرگان و احباب سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے کامل طور پر صحت بحال کرے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔

جدید فیشن کے مطابق
سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات اور
چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ کیلئے
فرحت علی جیولرز
فون ۵۲۶۲۳ ۶۳۸۵۱
کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم
لاہور

جدید فیشن کے مطابق
سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات وغیرہ کے لئے
نیو پاک جیولرز
فون نمبر ۴۱۰۹۷۴ ۴۱۸۶۴۶
رہائش :- ۴۱۸۶۴۵
۱۰ شادمان کالونی لاہور
پروپرائٹر
میاں عظیم قادر اینڈ سنز
• ۱۱۱ - فیروزپور روڈ نزد گلیکسی سینما اچھرہ لاہور
• ۱۲ - ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور۔

خصوصی رعایت
شکور پارک ہاؤسنگ سکیم
ربوہ میں بارہ فیصد رعایت کے بعد جو قیمتیں رہ گئی ہیں۔ اس قیمت سے نقد ادائیگی کرنے والے
دوستوں کو پانچ فیصد خصوصی رعایت
شکور پارک — میں پختہ سڑکیں، بین نالیاں، پلیاں مکمل ہو چکی ہیں۔ نیز میٹھا پانی ٹاؤن کمیٹی ربوہ کی طرف سے پہنچ چکا ہے۔ عنقریب بفضلہ تعالیٰ بجلی بھی پہنچ جائے گی۔ سوئی گیس کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔
شکور پارک — ایک طرف مسجد اقصیٰ اور محلہ دارالرحمت شرقی ب کی ۴۰ فٹ چوڑی سڑک پر واقع چنیوٹ ساہیوال روڈ کے اندر بطرف ربوہ۔ بہت اچھا موقعہ ہے۔
بہترین رہائشی منصوبہ
اس سے اچھا موقع آپ کو کہیں نہیں ملے گا۔ دوست احباب فائدہ اٹھائیں!
رابطہ کے لئے:
پروپرائٹر حاجی عبدالسمیع ۱۶/۲۵ باسط منزل دارالرحمت شرقی ربوہ
فون نمبر: 416

آپ کو معلوم ہو کہ
ہمارے دواخانہ
میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز
کا نام اب
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید جانشین و فرزند حضرت حکیم نظام جان
ہو چکا ہے

خدمت کی راہوں پر رواں دواں: دیرینہ
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون: ۷۴۸۴۴
بالمقابل ایوان محمود، ربوہ، فون: ۶۳۸
۷۱۔ سویٹ ہوم لینڈ ماڈل کالونی کراچی ۲۷ ضلع سانگھڑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوبصورت اور مضبوط دانتوں کے لئے
- جدید ترین طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔
- ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں
- دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنا یا درد ہونے کا فوری علاج کیا جاتا ہے۔

شریف ڈنٹل کلینک

نزد مسجد اقصیٰ ربوہ
فون نمبر ۵۴۳
نظر اور دھوپ کی عینکوں کیلئے
شبیر آپٹیکل سروس

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات ہر قسم
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص ❖ مناسب علاج

کریم میڈیکل ہال

گول امین پور بازار۔ فیصل آباد

جاپان سے کاروبار کے متمنی حضرات متوجہ ہوں

- جاپان سے دنیا کے ہر ملک میں اشیاء اور - ری کنڈیشنڈ کاروں کی امپورٹ ایکسپورٹ کیلئے

ہماری خدمات حاضر ہیں

Minochan CORPORATION

3-12-2-101 SHIMOMEGURO MEGURO-KU
Cable:- MINOCHANN TOKYO | TOKYO-153 - JAPAN

رھالشی منصوبہ

مجید ٹاؤن

نزد مسجد اقصیٰ ربوہ
- باقاعدہ منظور شدہ
- ہر نقص سے پاک

چوہدری عبدالمجید وڑائچ ایڈووکیٹ
فیکٹری ایریا ربوہ

کراچی میں
حضرت حکیم نظام جان مرحوم کے

مشہور دواخانہ گوجرانوالہ

کی مفید اور مجرب دوائیں
مکرم شوکت منہاس ۷۱ سویٹ ہوم لینڈ
ماڈل کالونی کراچی ۲۷ سے حاصل کی جاسکتی ہیں

شالوں کی مشہور دکان

الفردوس

شال ہاؤس

۸۵ انارکلی لاہور
الفردوس شال ہاؤس لاہور
فون گھر ۵۳۷۰۳
دکان ۳۲۴۴۴۸

ہومیوپیتھک و بایوکیمک ادویات

معیاری مدر ٹنکچرز و پوٹینسیاں

۶ - ۳۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰۰ - ۱۰،۰۰۰ سے لاکھ طاقت تک۔ جرمنی سیلڈ ادویات، ملک شوگر گولیاں، ٹکیاں اور ہومیوپیتھک و بایوکیمک کتب پاکستان کے تھوک فروشوں کے متوازی نرخوں پر دستیاب ہیں۔

کیور ہیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ۔ فون ۶۰۶/۶۰۷

ربوہ کی مشہور دوائی

ریح توڑ گولیاں

۴۰ گولی -/۵ روپے ۸۰ گولی -/۱۰ روپے
تیار کردہ: نصرت دواخانہ رجسٹرڈ
گولبازار • ربوہ

ھُوَالنَّاصِر

اعلیٰ معیار کے زیورات خریدنے اور بنوانے کیلئے

الکریم جیولرز

ائیر کنڈیشنڈ
فون: ۶۸۵۵۱۱

بازار فیصل
کریم آباد (چورنگی) کراچی ۱۹ پروپرائٹر: میاں عبداللطیف شاہ کوٹی اینڈ سنز

حبوب اکسیر اٹھرا

قیمت ۱۰ گولی ۱۲ روپے
حکیم محمد طفیل سابق صدر مطبیہ کمیٹی تحصیل تربی گولبازار ربوہ

مالکانِ بھٹہ خشت متوجہ ہوں

بھٹہ خشت کے لئے بلوچستان کا بہترین کوئلہ مناسب نرخوں پر حاصل کرنے کے لئے
ہماری خدمات حاصل کریں

ایم۔ احمد اینڈ کمپنی

(کالری اونرز)
2-13/4 شارع عدالت کوئٹہ (بلوچستان)
فون: کوئٹہ: دفتر 73048، گھر: 73015
لاہور: دفتر: 52836، گھر: 306236

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد دکھی عورتوں کیلئے

پُرامید و احد علاجگاہ

حکیم انوار احمد جان ابنِ حکیم نظام جان

سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
ھُوَ الشَّافِی

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ
فون ربوہ ۵۵۸
فون: ۷۳۹۹۷
اقصیٰ چوک ربوہ پوسٹ بکس ۲۲۲

دکھی مخلوق کی خدمت میں مصروف